عمل تدریس پر اثر انداز ہونے والے سیرت طیبہ کے پہلو

Exploring the effective teaching aspects of the Seerah of Prophet Muhammad (PBUH)

Sharafat Ali
PHD Scholar, The Islamia University of Bahawalpur
Email: sharafatali24.iiui@gmail.com

Mohsin Liaqat
M.Phil Scholar, International Islamic University Islamabad.
Email: mohsinliaqat37@gmail.com

Sajida Bibi
M.Phil Scholar, The University of Azad Jammu & Kashmir Muzaffarabad.
Email: bibisajida558@gmail.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract:
Education and learning are crucial aspects of human life, and it is essential to select effective teaching methods to promote them. However, in many educational institutions, esteemed teachers are taught and encouraged to use European-imported teaching methods, whether they are inductive, deductive, kindergarten, or Montessori methods. Regrettably, the teaching method that is closest to human nature and was used by the Companions of the Prophet (peace be upon him) and subsequent generations of Muslims, such as Abu Bakr, Umar, Uthman, and Ali (may Allah be pleased with them), Umar ibn Abdul Aziz, Muhammad ibn Qasim, and Tariq ibn Ziyad, is often neglected. Highly educated teachers are not aware of how the Prophet (peace be upon him) taught, which is a heartbreaking situation. This series aims to address this issue.
Keywords: *Education, learning, Seerah, Prophet, teaching methods*

تعلیم و تعلم انسانی زندگی کے لئے ناگزیر ہے، اس کے فروغ کے لئے مؤثر طرق تدریس کا انتخاب بھی اہم ہے مگر آج ہماری تربیت گاہوں میں اساتذہ کرام کو تقریبا وہ تمام طریقے جن کا تعلق تدریس سے ہے اور یورپ سے درآمد شدہ ہیں، سکھانے اور رٹوانے کی تو کوشش کی جاتی ہے خواہ وہ استقرائی طریقہ تدریس ہو یا استخراجی، کنڈر گارٹن طریقہ تعلیم ہو یا مائیسوری، مگر بد قسمتی سے وہ طریقہ تعلیم جو انسانی فطرت کے عین قریب ہے، جس طریقہ تعلیم نے ابو بکر و عمر، عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین، عمر بن عبد العزیزؒ، محمد بن قاسمؒ اور طارق بن زیادؒ جیسے سپوت قوم کو فراہم کیے یعنی آنحضرت ﷺ کا طریقہ تعلیم۔ اس سے اس قدر بے اعتنائی کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کو بھی خبر نہ ہو کہ آنحضرت ﷺ کا طرز تدریس کیا تھا انتہائی قابل افسوس اور دل خراش صورتحال ہے۔ یہ کاوش اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

عمل تدریس پر اثر انداز ہونے والے سیرت طیبہ کے پہلو

متعلمین معلم کو ہمیشہ آئیڈیل کی صورت میں دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معلم کا ذاتی کردار، عادات اور اوصاف متعلمین پر گہرے اثرات چھوڑتے ہیں۔ اسی بنا پر آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کا اثر ہمیں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں نظر آتا ہے۔ اب ہم آنحضرت ﷺ کی سیرت کے ان پہلوؤں کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو شمع رسالت کا پروانہ بنا رکھا تھا۔

خلوص نیت یا للّٰہیت

سب سے پہلی بات تو یہ کہ آنحضرت ﷺ کی تمام تر محنت اور کوششیں بے لوث تھیں قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کی عملی تصویر تھی۔ آپ ﷺ کا مدعا مقصود صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول تھا۔ اس کے علاوہ کوئی دنیاوی لالچ آپ ﷺ کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا اور آپ ﷺ نے اس کے بدلے میں کسی سے ایک تنکا کے بھی خواہشمند نہ تھے اور اسی چیز کی آپ ﷺ تلقین فرمایا کرتے تھے۔ جب ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا ایک شاگرد مجھے تحفہ کے طور پر کمان دینا چاہتا ہے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے "آگ (دوزخ) کی کمان ہے۔ دل چاہتا ہے تو لے لو۔[1] یہ حدیث مبارکہ زبردستی ٹیوشن پڑھانے والے اور شاگردوں سے چیزیں مفت لینے والوں کے لیے قابل غور وفکر ہے۔

بلند نگاہی/بلندی مقصد

آپ ﷺ کے مقصد کی بلندی اور عظمت واضح ہے۔ آپ کی تمام تر کوششوں کا مقصود یہ تھا کہ تمام انسان جہنم کے راستے سے ہٹ کر جنت کے راستہ پر چلنے والے بن جائیں، خواہشات نفس اور شیطان کی پیروی کرنے کی بجائے ایک اللہ کی اطاعت کرنے والے بن جائیں تاکہ ان کی دنیا اور آخرت سنور جائے۔ آپ فرماتے ہیں:قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا .لوگو! لا الہ الا اللہ کہنے والے بن جاؤ تاکہ فلاح پاؤ۔ تمام انسانوں کی دینوی واخروی فلاح درحقیقت یہی وہ عظیم مقصد ہے جو ہر معلم کے پیش نظر ہونا چاہیے۔

دردمندی یا خیر خواہی

نبی ﷺ کے پیش نظر نہ صرف لوگوں کی فلاح تھی بلکہ یہ آپ ﷺ کو ہر وقت بے چین رکھتی اور آپ ﷺ مصائب وتکالیف کی پروا کیے بغیر اپنے مشن کی تکمیل میں محو رہتے۔ جس کا ذکر قرآن نے یوں کیا ہے:لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ [2] یقیناً تم لوگوں کے پاس ایک پیغمبر آیا ہے جو تمہی میں سے ہے۔ تمہارا نقصان یا دکھ میں پڑنا اس پر گراں گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا خواہش مند ہے ایمان لانے والوں پر شفقت کرنے والا اور ہمیشہ رحمت کرنے والا ہے۔ چنانچہ تیسری چیز جو معلم کے لیے ضروری ہے وہ متعلمین کی فلاح دارین کی خواہش اور تڑپ ہے۔ ان کی خیر خواہی ہے۔

عملیت

آنحضرت نے جو بات ارشاد فرماتے۔ سب سے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہو کر نمونہ قائم کرتے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات بھی یہی ہیں کہ لم تقولون ما لا تفعلون (تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے)۔ چنانچہ یہ معلم کے لیے از حد ضروری ہے کہ وہ بذات خود مجسمہ سیرت وکردار ہو تاکہ متعلمین اس کی پیروی میں باک محسوس نہ کریں۔

انکسار وتواضع

ہمارا ایمان ہے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کہ اللہ تعالی کے بعد جس ہستی کا درجہ ہے وہ حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔ اتنی بڑی ہستی ہونے کے باوجود آپ ﷺ میں غرور ونخوت اور رعونت ذرہ برابر بھی نہ تھی۔ آپ ﷺ صحابہ میں اس طرح گھل مل کر بیٹھتے کہ باہر سے آنے والا آدمی اندازہ نہ کر سکتا کہ اللہ کے رسول ﷺ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ کی ذات مجسمہ انکسار وتواضع تھی جو آج کے معلمین کے لیے ایک عمدہ نمونہ ہے۔

پیار ومحبت اور شفقت ورحمت

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

آپ ﷺ کا صحابہ رضوان اللہ علیم کے ساتھ حد درجہ پیار تھا۔ آپ ﷺ کا وجود ان کے لیے ابر رحمت تھا۔ نہ کبھی کسی کو ڈانٹتے نہ برا بھلا کہتے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت ﷺ کی دس سال تک خدمت کی تمام عرصہ میں آپ ﷺ نے کبھی مجھے ڈانٹا نہ ہو گا نہ برا بھلا کہا آپ ﷺ کی پوری حیات مبارکہ میں ایک بھی ایسا واقعہ ڈھونڈنا محال ہے کہ آپ نے کبھی تعلیم اور تعلم کے سلسلہ میں کسی صحابی کو سخت سست کہا ہو یا سزا دی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم لوگ آنحضرت ﷺ کی اطاعت ان کے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی محبت کی وجہ سے کرتے تھے۔ کاش آج کا معلم اپنے اندر یہ اہلیت پیدا کرلے کہ طالب علم اس کی اطاعت اس کی محبت اور اس کے پیار کی وجہ سے کریں۔ ایک مفکر کا قول ہے: ”جب استاد ڈنڈا اٹھاتا ہے تو وہ اپنی شکست تسلیم کرلیتا ہے کہ اب مجھ میں تیری اصلاح کی صلاحیت نہیں ہے صرف ڈنڈا ہی کر سکتا ہے۔"

محنت شاقہ، ثابت قدی اور صبر و تحمل

آپ سے اپنے مشن کی تکمیل میں، علوم دینیہ کی روشنی گھر گھر پہنچانے میں دن اور رات کی تمیز برابر کر چکے تھے۔ ہر لمحہ دین کی ترویج و اشاعت میں صرف کرتے اور پھر اس راستے میں جتنی بھی تکالیف آتیں برداشت کرتے خواہ وہ جسمانی ہوتیں یا ذہنی، مالی ہوتیں یا کسی اور نوعیت کی۔ طائف کا سفر سب کے سامنے ہے، شعب ابی طالب کے تین سال کس سے پوشیدہ ہیں؟ لیکن ان تمام مصائب و تکالیف کے باوجود آپ ﷺ کے پائے ثبات میں زرہ بھر بھی لغزش نہ آسکی۔ بلکہ آپ ﷺ صبر واستقلال کا پہاڑ ثابت ہوئے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے یہ پہلو آج کے معلمین کے لیے زاد راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مساوات

آنحضرت ﷺ اپنے تمام معلمین کے ساتھ مساوی سلوک فرماتے۔ بارگاہ نبوی ﷺ میں خاندانی شرافت یا معاشی حالت کی بنا پر کسی کو کوئی ترجیح نہ دی جاتی۔ بلکہ بارگاہ نبوی ﷺ میں شرف ووقار کی علامت صرف اور صرف تقویٰ اور علم تھا۔

عام فہم انداز

آپ ﷺ کا انداز بیان نہایت سادہ اور متن عام فہم ہوتا تھا تاکہ عام استعداد کے معلمین بھی بھرپور فائدہ اٹھاسکیں۔ آپ تکلف، تصنع اور خواہ مخواہ کی بناوٹ کو ناپسند فرماتے تھے۔

متوازن لب ولہجہ

آنحضرت نے کا لب ولہجہ انتہائی متوازن اور مناسب ہوتا تھا نہ آپ اتنی بلند آواز سے بولتے کہ لوگوں کے لیے ناگوار ہو اور نہ ہی اتنی کم آواز ہوتی کہ سامعین تک پہنچ نہ سکے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی پوری زندگی نہ چیخ کر بات کی اور نہ ہی گانے کا انداز اختیار کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے"[3]۔ چنانچہ آج کے علماء کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ وہ کس طرح چیخ چیخ کر اور گلہ پھاڑ پھاڑ کر تقاریر کرتے ہیں یا پھر دوسری قسم ہے جو گانا گانے کے انداز میں تقاریر فرماتے ہیں۔ حالانکہ وہ پیشہ ور گلوگاروں سے کسی صورت سبقت نہیں لے جاسکتے۔

اختصار و جامعیت-فصاحت وبلاغت

آنحضرت ﷺ فصاحت وبلاغت میں کمال درجہ رکھتے تھے۔ آپ ہمیشہ مختصر، جامع اور ضروری گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ غیر ضروری گفتگو سے ہمیشہ اعراض فرماتے۔ آپ ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے۔"اچھی بات کہہ دو ورنہ چپ رہو"[4] آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنی گفتگو میں دریا کو کوزے میں سمیٹنے کا کام انجام دیا۔

متعلم کی نفسیات کا خیال

آپ ﷺ متعلمین کی نفسیات کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ آپ صرف اسی وقت تک تعلیم دیتے جب تک متعلم خوشی سے علم حاصل کرتا اور اکتاہٹ محسوس نہ کرتا۔ علاوہ ازیں آپ وعظ میں کئی کئی روز کا وقفہ کرتے کیونکہ اچھی بات بھی اگر بار بار سنی جائے تو خاطر خواہ اثر نہیں کرتی۔ اسی طرح نبی کریم ہلکے پھلکے مزاح کو بھی شامل گفتگو فرماتے تاکہ متعلمین میں اکتاہت کے آثار پیدا نہ ہوں۔

متعلم کی ذہنی سطح کا خیال

آنحضرت ﷺ بات کرتے وقت شہری، بدوی، پڑھے ہوئے، ان پڑھ، ذہین، کم عقل حتی کہ سبھی کی ذہنی سطح کا خیال رکھتے۔ نتیجتاً آپ کی محفل میں بیٹھنے والا ہر آدمی فیض یاب اور مطمئن ہو کر اٹھتا۔

آسانی اور رغبت کی تلقین

آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ آسانی کو پسند اور اختیار فرمایا۔ ارشاد گرامی ہے”:يسّروا ولا تعسّروا، وبشّروا ولا تنفّروا"[5]
آسانی پیدا کرو مشکل نہیں۔ خوشخبری سناؤ نفرت نہ دلاو

توقف اور تکرار

آنحضرت ﷺ بات ٹھہر ٹھہر کر فرماتے حتی کہ اگر کوئی لکھنا چاہتا تو آسانی سے لکھ لیتا اور اگر کوئی اہم بات ہوتی تو آپ دو یا تین دفعہ ارشاد فرماتے تاکہ سامعین کے دل و دماغ میں بیٹھ جائے۔

توضیح وتشریح

آنحضرت ﷺ اکثر اوقات اپنی گفتگو کی وضاحت مثالوں سے فرماتے تاکہ سامعین اچھی طرح سمجھ سکیں۔ اللہ رب العزت نے بھی قرآن پاک میں بے شمار مثالیں دی ہیں تاکہ لوگ سمجھ سکیں۔

تدریج

آنحضرت ﷺ بات سمجھانے کے لیے تدریج سے کام لیتے یعنی بات کو تھوڑا تھوڑا کر کے مرحلہ دار سمجھاتے۔ کیونکہ تھوڑی چیز آسانی سے یاد ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم کا نزول بھی تدریجا ہوا۔ پھر احکامات بھی تدریجا نازل ہوئے۔ کسی حکم کے اترنے سے پہلے اس کے لیے زمین ہموار کی جاتی۔

آنحضرت ﷺ کا طریق تعلیم

آنحضرت ﷺ تعلیم و تعلم میں ایسے طریقے استعمال فرماتے جو نہ صرف مفید اور ماحول د معاشرے سے ہم آہنگ بلکہ انسانی فطرت کے بھی قریب ترین ہوتے۔ مثلا

وعظ کا طریقہ

آنحضرت ﷺ عام طور پر وعظ کا طریقہ استعمال فرماتے اور دوران تدریس استقرائی اور استخراجی دونوں طریقوں سے فائدہ اٹھاتے۔ یعنی جو عنوان بھی صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم کو سمجھانا مقصود ہوتا اس سے متعلق آپ ﷺ نہایت فصیح و بلیغ، حکمت و دانش سے بھرپور، امثلہ سے وضاحت کے ساتھ، نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے عام فہم انداز میں خطبہ ارشاد فرماتے۔

۲۔ سوال وجواب کا طریقہ

بعض اوقات نبی کریم ﷺ کوئی سوال کرتے جس کا جواب صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اپنی ذہنی قوتوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے دیتے۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہوتا کہ تمام صحابہ پوری طرح متوجہ اور چوکنا ہو جاتے۔

مذاکرہ

دوسرے کو علم سکھانا، دوسروں کے سامنے پڑھنا، یا کسی مسئلہ پر بحث و مکالمہ مذاکرہ کہلاتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے۔ "تم حدیث کا آپس میں مذاکرہ کیا کرو کیونکہ اس طرح سے تم بات ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھا سکو گے"۔

مدارسہ

طالب علموں کا آپس میں مل کر سبق دہرانا مدارسہ کہلاتا ہے۔ مدارسہ میں طالب علم اپنی رائے نہیں دے سکتا جبکہ مذاکرہ میں دے سکتا ہے۔

اعادہ

بعض اوقات آنحضرت ﷺ اپنی گفتگو کے اہم نکات خلاصہ کی صورت میں بیان فرماتے۔

تعلیمی حلقوں کا اہتمام

عہد رسالت میں مسجد نبوی ﷺ میں تعلیمی حلقے بنا کر بیٹھنے کا رواج بھی عام تھا۔ آپ ﷺ نے ایک دفعہ علمی حلقے کو ذکر کر کے حلقہ پر اہمیت دی اور فرمایا: انما بعثت معلما.

قابل شاگرد کو تفویض کار

بعض اوقات آنحضرت ﷺ علمی مشاغل قابل شاگردوں کو سونپ دیتے۔ مثلاً آپ نے فرمایا۔ تم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن حاصل کرو"[(6)]

بعض جگہوں پر آنحضرت ﷺ نے تعلیم و تعلم کے سلسلہ میں تربیت یافتہ اور قابل صحابہ کو بھیجا۔ مثلاً یمن کی طرف معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو۔

کتابت اور خوشخطی پر زور

قرآن "علم بالقلم" کہہ کر کتابت کی اہمیت واضح کرتا ہے۔ بدر کے قیدیوں کا فدیہ ہی دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا مقرر ہوا۔ دین اسلام میں کتابت کی فضیلت اس سے بھی ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہجرت کے پرخطر لمحات میں بھی قلم دوات اپنے ہمراہ رکھی۔ کتابت کا رواج عام ہو چکا تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم آپ ﷺ کی ہر بات کو ضبط تحریر میں لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:"قیدوا العلم بالکتاب"[7] کہ علم کو لکھنے کے ساتھ قید کرلو۔ نہ صرف کتابت بلکہ آنحضرت ﷺ نے خوشخطی کی طرف بھی بھر پور توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے۔

1۔خوبصورت خط حق کو زیادہ واضح کرتا ہے۔

2۔خدا کا ایک نبی بہترین انداز سے لکھا کرتا تھا چنانچہ جس کی لکھائی اس نبی کی لکھائی کے مطابق ہوئی اس نے باقی لوگوں کو علم سکھایا۔

عمل تدریس میں یہ ہے کہ وہ آئیڈیل حکمت عملی جو نہ صرف متعلمین کے روشن مستقبل کی ضامن ہے بلکہ آخرت کی تمام بھلائیاں بھی اسی میں پوشیدہ ہیں۔یہی ہے وہ تدریس کا عمل جس کی اتباع اساتذہ کرام کے لیے عین عبادت ہے، دنیا میں عظمت ہے اور اخرت میں سعادت مندی کی دلیل۔

عہد نبوی میں ہم نصابی سرگرمیاں

جدید تصور تعلیم میں تفریحی سرگرمیوں، ہم نصابی سرگرمیوں اور تربیت جسمانی کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ عموماً اس تصور کو مغرب سے منسوب کیا جاتا ہے۔ مگر جب ہم آنحضور ﷺ کے پیش کردہ تعلیمی تصورات کا مطالعہ کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل تعلیم کے اس پہلو پر کس قدر توجہ دی تھی۔ آپ نے جہاں بچوں اور نوجوانوں کو عقائد، اخلاق اور فنون کی تعلیم دی وہیں ان کی جسمانی نشوونما اور ان کی تفریح کا بھی پورا پورا خیال رکھا۔ ابتدائی عمر میں بچے کا چاک وچوبند ہونا ضروری ہے۔ ایک تو اس سے جسمانی اعضا کی ورزش ہوتی ہے اور دوسرا اس کی عقلی قوت و استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس اصول کو آپ ﷺ نے یوں بیان فرمایا:الصبي في صغره زياده في عقله في كبره [8] یعنی بچے کا بچپن میں چاک وچوبند ہونا اس کے دور بلوغت میں اس کی عقل میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔ گویا بلوغت میں عقلی وذہنی نشوونما کا انحصار بچپن کے ایسے ماحول پر ہوتا ہے جو بچے پر زیادہ پابندیاں نہ لگائے، اسے حدود وقیود کی بیڑیوں میں نہ جکڑے اور اس کی جسمانی نشوونما کے مواقع مہیا کرے۔ آنحضور ﷺ نے بہت سی تفریح سرگرمیاں نوجوانوں میں رائج فرمائیں اور نہ صرف ان کی ترغیب دی بلکہ بنفس نفیس ان میں شریک رہے۔ان سرگرمیوں کی تفصیل یہ ہے۔

المزاح (Humour)

مجالس نبوی صرف دینی احکامات اور قرآن وسنت کی تعلیم کا مرقع ہی نہیں ہوتی ہیں بلکہ آپ ﷺ نے ان میں مزاح کا عنصر پیدا فرمایا۔ مزاح سے دماغی تھکاوٹ کم ہوتی ہے، بوریت دور ہوتی ہے اور جسم کے اعصابی نظام میں تناؤ کم ہوتا ہے۔ آپ نے مختلف اوقات میں مزاح کا استعمال فرمایا۔ تاہم یہ مزاح جھوٹ پر مبنی نہیں ہوتا۔فقد كان ﷺ يمزح ولا يقول الاحقا[9] کہ نبی ﷺ مزاح فرماتے تھے مگر جو کچھ کہتے تھے وہ حق (سچ) ہوتا تھا۔

ارتجاز Recitation of Martical Songs

(رجزیہ اشعار) اشعار کہنا، سننا اور سنانا ایک ہلکا پھلکا ادب اور تفریحی سرگرمی ہے۔ جس سے ذہانت و یادداشت میں اضافے کے علاوہ انسان کو انبساط ومسرت حاصل ہوتی ہے۔ آنحضور ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اشعار پڑھتے تھے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:رایت رسول الله ﷺ يوم الاحزاب ينقل التراب وقد واری التراب بياض بطنه وهو، يقول:

رسول اللہ ہے جنگ احزاب کے دن ہمارے ساتھ مٹی ادھر سے ادھر منتقل کرتے تھے اور آپ ﷺ یہ اشعار پڑھتے تھے۔

لولا انت ما اهتدينا

ولا تصدقنا ولا صلينا

فانزل السکینة علینا

وثبت الاقدام إن لاقینا

إن الالی قد بغوا علینا

إذا ارادوا فتنة ابینا(10)

ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ اے اللہ ہم پر سکون واطمینان نازل فرما اور لڑائی کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ ان لوگوں نے ہم پر بڑا ظلم کیا۔ یہ جب کبھی ہمیں کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم کبھی بھی اسے قبول نہیں کرتے)۔ سھل بن سعد رضی اللہ عنہ اس خصوصی موقعہ کی رپورٹ یوں پیش کرتے ہیں: کنا مع رسول اللہ ﷺ في الخندق وھو یحفر، ونحن ننقل التراب ویمر بنا، فقال:" اللھم لا عیش إلا عیش الآخرہ، فاغفر للانصار، والمھاجرہ" (11) کہ آنحضور ﷺ کے ہمارے پاس تشریف لائے ہم خندق کھودرہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی لادرہے تھے، آپ ﷺ نے ہمیں دیکھ کر فرمایا۔"اے ہمارے رب حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے،اے اللہ انصار ومہاجرین کو بخش دے۔ آپ کے ساتھی جوباً یوں گویاہوتے۔

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا --------- علی الاسلام مابقینا ابدا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی، ہم اسلام پر ہمیشہ قائم رہیں گے۔علاوہ ازیں جب کبھی آپ ﷺ مسجد نبوی میں اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لے جاتے اور وہ اشعار عرب سنا رہے ہوتے (جیسا کہ عربوں کے ہاں عام رواج تھا) تو آپ ﷺ کبھی رکاوٹ نہ ڈالتے بلکہ آپ ﷺ بھی شریک ہوجاتے تھے۔

تقریری مقابلے(Debates)

آپ ﷺ نے صحابہ میں تقریر کرنے اور خطابت کے جوہر دکھانے کا جذبہ اور صلاحیت پیدا کی۔ حضرت ابوالدردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے مختصر ہلکا پھلکا خطبہ دیا۔جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔"قم فا خطب "ابو بکر اٹھو اور تقریر کرو۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے مختصر خطبہ دیا۔ تقریر کی۔اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا یا عمر رضی اللہ عنہ "قم فاخطب "۔ عمر اٹھو اور خطبہ دو تقریر کرو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھی مختصر خطبہ دیا۔ پھر آپ نے ایک آدمی سے ایسا بھی کہا۔ اس شخص نے بہت ثقیل خطبہ دینا شروع کیا تو آپ نے فرمایا:اسکت واجلس کہ خاموش ہو جا یا بیٹھ جا کیونکہ ثقالت الفاظ شیطان سے ہے۔ مزید آپ نے فرمایا کہ بیان جادو ہے اس کے بعد آپ ﷺ کے کہنے پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور ان کے بارے میں اچھے ریمارکس دیتے ہوئے فرمایا: عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: رضیت لأمتي ما رضي لھا ابن أم عبد (12)

کہ ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) نے صحیح بات کہی اور سچ کہا میں اپنی امت کے لیے ہر وہ چیز پسند کرتا ہوں جسے اللہ اور ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) پسند کرتے ہیں اور میں اپنی امت کے لیے ہر اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جسے اللہ اور ابن ام عبد ناپسند کرتے ہیں۔

حدیث بالا میں آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جن الفاظ میں حوصلہ افزائی اور تحسین فرمائی وہ ظاہر ہے۔ اس طرح گویا آپ ﷺ خطبات و تقاریر کی ٹریننگ دیتے تھے اور اچھی تقاریر کو سراہتے تھے۔

مسابقت (Races)

آپ ﷺ نے دوڑ میں خود بھی حصہ لیا اور دوسرے اصحاب خصوصاًنوجوانوں کے درمیان دوڑ کے مقابلے بھی کروائے۔ حضرت عائشہ کی رپورٹ ہے:عن عائشة: أنها كانت مع النبي -ﷺ- في سفر، قالت: فسابقته فسبقته على رجلي، فلما حملت اللحم سابقته فسبقني، فقال: "هذه بتلك السبقة" [13] رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ دوڑ لگائی (مقابلہ کیا) تو میں دوڑ میں اول آئی، کچھ عرصہ بعد جب میں موٹی ہوگئی اور زیادہ گوشت کی وجہ سے بھاری ہوگئی تو پھر آپ نے میرے ساتھ دوڑ لگائی اس مرتبہ آپ ﷺ دوڑ میں اول آگئے۔ دوڑ جیتنے کے بعد فرمانے لگے، یہ اس کا بدلہ ہے یعنی پچھلی دوڑ کا اور ہم برابر برابر ہوگئے ایک تم نے جیت لی اور دوسری میں نے۔ حضرت عبد اللہ بن حارث مسابقت دوڑوں کی ان سرگرمیوں کے بارے میں یوں بتاتے ہیں:عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِفُ عَبْدَ اللَّهِ، وَعُبَيْدَ اللَّهِ، وَكَثِيرًا بَنِي الْعَبَّاسِ، ثُمَّ يَقُولُ: " مَنْ يُعْنِقْ إِلَيَّ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا قَالَ: فَيَسْتَبِقُونَ إِلَيْهِ، فَيَقَعُونَ عَلَى ظَهْرِهِ، وَصَدْرِهِ، فَيُقَبِّلُهُمْ وَيَلْتَزِمُهُمْ ". [14] "آپ ﷺ عبد اللہ، عبید اللہ اور کثیر بن العباس کو ایک قطار میں کھڑا کرتے تھے پھر فرماتے تھے جو بچہ میرے پاس سب سے پہلے پہنچے گا اسے یہ اور یہ انعام ملے گا۔ راوی کہتے ہیں تو بچے آپ ﷺ کی طرف دوڑ لگا کر آتے تھے اور آپ ﷺ کی پیٹھ اور سینے پر چڑھ جاتے تھے آپ ﷺ انہیں چومتے تھے اور سینے سے لگاتے تھے"۔ سبحان اللہ! کتنی محبت تھی بچوں سے آپ ﷺ کو، اور تفریحی سرگرمیوں کا کتنا اہتمام فرماتے تھے آپ ﷺ نے حدیث مذکورہ میں ماضی استمراری کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے گویا مستقلا آپ ﷺ ایسا کرتے تھے۔

مصارعت(Wrestling)

آپ کو کشتی بھی بہت پسند تھی، نہ صرف آپ ﷺ نے کشتی کی ترغیب دی، بلکہ باوجود رسول اللہ ﷺ ہونے کے آپ ﷺ نے کشتی میں حصہ لیا، ابوداؤد نے روایت کی ہے:ان النبي ﷺ صارع وكانه و كان شديداً واشترط الرهان قبل التحريم فقال شاه بشدة و صرعه النبي ﷺ فقال عاودني فصرعه النبي ﷺ فقال عاودني ، فصرعه النبيﷺ ثالثه، فقال ركانه ، ماذا اقول لا هلى؟ شاه اكلها الذنب وشاة نشزت فما اقول في الثالثه؟ فقال النبى ﷺ ما كنا التجمع عليك ان نصرعك ونغرمك خذ غنمك [15]

نبی ﷺ نے رکانہ سے کشتی لڑی، رکانہ بہت بڑا پہلوان تھا، آپ نے اس کے ساتھ بکری کی شرط لگائی۔ تحریم سے پہلے آپ ﷺ نے رکانہ کو کشتی میں پچھاڑ دیا۔ اس نے کہا دوبارہ لڑیں آپ ﷺ نے دوبارہ پچھاڑ دیا، اس نے سہ بارہ لڑنے کا چیلنج دیا، آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی پچھاڑ دیا، تو رکانہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ میں اپنے گھر والوں سے کیا کہوں گا (کیا جواب دوں گا) ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا، دوسری الگ ہوگئی، مگر تیسری کے بارے میں کیا کہوں گا؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ ہم تجھ سے بکریاں لینے کے لیے کشتی نہیں لڑتے ،لو اپنی بکریاں۔

گھڑسواری، تیز اندازی اور تیراکی (Riding, Archery, Swimming)

آپ ﷺ نے نہ صرف گھوڑسواری کی، بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی ترغیب دی اور تاکید کی۔ آپ نے چار کھیلوں میں گھڑسواری اور تیراکی کو بھی شامل کیا جو مباح ہیں ہر چند کہ ان میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: كل شيء ليس فيه ذكر الله فهو لهو ولعب إلا أربع، ملاعبة الرجل امرأته، وتأديب الرجل فرسه، ومشيه بين الغرضين، وتعليم الرجل السباحة- ہر وہ چیز جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو تو وہ لہو (کھیل) یا سہو ہے سوائے چار کے آدمی کا دونشانوں کے درمیان چلنا، اپنے گھوڑے کو سدھانا اپنی اہلیہ سے ہنسی مذاق کرنا،

تیر اکی سکھانا۔[16] اس طرح حضرت عبد اللہ بن الربیع الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:علموا ابناءکم السباحة والرماية وركوب الخيل [17] کہ اپنی اولادوں کو تیر اکی تیر اندازی اور گھوڑ سواری سکھاؤ۔

تیر اندازی کے بارے میں حضرت عقبہ بن عامر الجہنی فرماتے ہیں:سمعت رسول الله ﷺ وهو على المنبر، يقول: " {وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة} [الأنفال: 60]، ألا إن القوة الرمي، ألا إن القوة الرمي، ألا إن القوة الرمي " [18]

کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور اللہ کے اس قول واعدوا لھم ماستطعتم من قوة کے بارے میں فرمارہے تھے کہ خبر دار قوت تیر اندازی میں ہے، خبر دار قوت تیر اندازی میں ہے، خبر دار قوت تیر اندازی میں ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:عليكم با الرمي فانه من خير لھو كم [19]تم تیر اندازی کو لازم پکڑ لو یہ تمہارے لیے بہترین کھیلوں میں سے ہے۔ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ انصار کے ایک گروہ پر سے گزرے جو تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے آپ نے فرمایا: ارْمُوا بَنِي إِسماعيل،! فان اباكم راميا، ارمو وانا مع بنى فلان، فامسك احد الفرقين بايديهم، فقال رسول الله ﷺ مالكم لا ترمون؟ فقالوا كيف نرمى و كنت معهم؟ فيقال ارموا انا قريب اوانا معكم كلكم [20]۔اے بنو اسماعیل! تیر چلاؤ کیونکہ تمہارا باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھا، تیر چلاؤ میں بھی فلاں کے ساتھ ہوں، آپ ﷺ کے اس ارشاد پر ایک گروہ نے تیر اندازی بند کر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تیر کیوں نہیں پھینکتے ؟ تو انصار نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم کیوں تیر پھینکیں؟ جبکہ آپ ﷺ دوسرے گروہ کے ساتھ ہیں، فرمایا۔ تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:"ارموا واركبوا وان ترموا اخير لكم من ان تركبها وقال كل شيء يلهويه ابن ادم فهو باطل، الا ثلاثا رميه عن فوسه وتاديبه فرسه و ملاعبته اهله فانهن من الحق [21]تیر اندازی کرو اور گھڑ سواری کرو، پس اگر تم تیر اندازی کرو تو یہ گھوڑ سواری سے بہتر ہے۔ فرمایا ہر وہ چیز جس سے ابن آدم کھیلتا ہے۔ باطل ہے، سوائے تین کے۔ اپنی کمان سے تیر پھینکنا، اپنے گھوڑے کو سدھانا اور اپنی اہلیہ سے ہنسی مذاق کرنا۔ یہ چیزیں عادات حق سے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے مندرجہ بالا ارشادات کے پیش نظر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مملکت اسلامیہ میں باقاعدہ فرمان جاری فرمایا جس میں کہا گیا:علموا اولادكم السباحة والرمايه ومروا هم فليتبوا على الخيل وثبا [22]اپنی اولادوں کو تیر اکی اور تیر اندازی سکھاؤ اور انہیں گھوڑوں کی پیٹھوں پر اچھلنا سکھاؤ۔

مندرجہ بالا احادیث میں آپ ﷺ نے تیر اندازی کو سب پر ترجیح دی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے تیر اندازی سیکھی اور اسے چھوڑ دیا تو اس نے نعمت پانے کے بعد اسے ٹھکرا دیا۔[23] اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تیر اندازی کو دوسرے کھیلوں پر اس لیے ترجیح دی کہ تیر اندازی دور تک مار کر سکتی ہے، جبکہ نیزہ بازی، تلوار زنی وغیرہ صرف قریب تک ہی مار کرتی ہیں۔ اس طرح گویا آپ ﷺ نے ایسے جنگی آلات کی طرف اشارہ دے دیا جو دور تک مار کر سکتے ہوں۔ دور جدید کے میزائل کو اس ارشاد کی روشنی میں دیکھا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح آپ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے اتنی دور اندیشی کا ثبوت دیا تھا۔

بچوں کے ساتھ کھیل کود(Skipping and Jumping)

آپ ﷺ چھوٹے بچوں کو کھیلنے کے مواقع فراہم کرتے تھے۔ اور خود بھی بچوں کے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رأیت الحسن والحسین علی عاتقي النبي ﷺ فقلت نعم الفرس تحتكما فقال عليه السلام ونعم الفارسان هما [24] کہ میں نے حضرت حسن و حسی رضی اللہ عنہما کو آنحضور ﷺ کے دونوں کندھوں پر سوار دیکھا تو میں نے کہا "کیا شاندار سواری ہے جس پر تم دونوں سوار ہو ؟" آپ ﷺ نے فرمایا" اور یہ دونوں سوار کتنے خوب ہیں۔ اسی طرح کی طبرانی کی ایک اور روایت ملاحظہ کیجئے: عن جابر قال دخلت على النبي ﷺ وهو يمشي على اربعة (اى على يديه ورجليه) وعلى ظهره الحسن والحسين وهو يقول نعم الجمل جملكما، ونعم العدلان انتما [25] حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کے ہاں گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ دو ہاتھوں اور دو پاؤں کے بل چل رہے ہیں اور آپ ﷺ کی پیٹھ پر حسن و حسین بیٹھے ہیں (سوار ہیں) اور آپ ﷺ فرمارہے ہیں "کیا خوب اونٹ ہے جس پر تم سوار ہو! اور کیا شاندار سواریاں ہو تم (جو اونٹ پر سوار ہو)"۔

اس طرح آپ ﷺ نے لڑکوں اور نوجوانوں کے لیے ایسی سرگرمیوں کو فروغ دیا ہوا ایک طرف ان کی جسمانی صحت کی ضامن ہوں تو دوسری طرف مسلم سوسائٹی کے لیے مفید ہوں اور اسلام کے لیے باعث تقویت ہوں۔

تفریح میں اعتدال

تاہم آپ ﷺ نے تفریح میں اعتدال کا اصول اختیار فرمایا۔ اسی سلسلہ میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی نہایت جامع اور قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لاضرر ولا ضرار [26] نہ نقصان پہنچاؤ نہ نقصان اٹھاؤ (یعنی اعتدال کی پالیسی اختیار کرو)

ایک اور ارشاد کے مطابق آپ ﷺ نے آٹے میں نمک کے برابر تعلیم میں تفریح کا حصہ مقرر کیا۔ آپ نے فرمایا: اعط الوقت حقه من اللهو المباح بقدر ما يعطى الطعام من الملح[27] اپنی مباح کھیل کود کو اتنا وقت دو جتنا کہ کھانے میں نمک ہوتا ہے۔

یہ تھی آنحضور ﷺ کی تعلیم و تفریح کے بارے میں پالیسی جو آپ مہینے کے پیش کردہ تعلیمی نظام کا اہم حصہ تھی۔ اس باب کو ختم کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مشہور مفکر اسلام اور ماہر تعلیم حضرت امام غزائی کا تعلیم و تفریح کے بارے میں تصور پیش کر دیا جائے، موصوف کا ماخذ آنحضور ﷺ کا متذکرہ تصور تعلیم دی ہے: وينبغي ان يؤذن للصبي بعد الانصراف من الكتاب ان يلعب جميلا يستريح من تعب المكتب بحيث لا يتعب في اللعب فان منع الصبي من اللعب وارهاقه بالتعلم دائما يميت قلبه، ويبطل ذكاء وينغص عليه العيش ، حتى يطلب الحيلة في الاخلاص منه راسا [28] مناسب یہ ہے کہ بچے کو مدرسے سے واپسی پر تھوڑا بہت کھیلنے کی اجازت ہو تا کہ وہ مدرسے میں پڑھائی سے ہونے والی تھکاوٹ دور کر سکے، تاہم یہ کھیل زیادہ نہ ہو کہ بچہ کھیل کھیل ہی میں تھک جائے (یعنی تفریح سرگرمی مناسب حد تک ہو) بچے کو کھیل تفریح سے روکنا اور ہر وقت پڑھائی میں مصروف رکھنا اس کے دل کو مردہ کر دیتا ہے، اس کی ذہانت کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی زندگی کو بے مزہ کر دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچہ تعلیم سے چھٹکارا پانے کے بہانے تلاش کرنے لگتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

(1) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی السنن، باب فی کسب المعلم، دار الفکر، بیروت، لبنان، 1414ھ، جلد:5، ص:290، حدیث نمبر:3416۔

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn Ashʿath al-Sabakhstānī (m 275h). Al-Sunan. Bayrūt, Lubnān: Dār al-Fikr, 1414h, Bāb fī Kasb al-Muʿallim, Vol: 5, P: 290, Ḥadīth Nambar: 3416.

(2) التوبہ:128 — Al Tauba:12

(3) لقمان:19۔ — Luqman:19

(4) بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (م256ھ)۔ الجامع الصحیح۔ دار القلم، دمشق، شام، 1401ھ، جلد:8، ص:11، حدیث نمبر:6018۔

Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl ibn Ibrāhīm ibn Muġīrah (m 256h). Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ. Dimashq, Shām: Dār al-Qalam, 1401h, Vol: 8, P: 11, Ḥadīth Nambar: 6018.

(5) البخاری، عبداللہ بن اسماعیل، الجامع الصحیح، جلد:1، ص:25، حدیث نمبر:69

Al-Bukhārī, ʿAbd Allāh ibn Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Vol: 1, P: 25, Ḥadīth Nambar: 69

(6) البخاری، عبداللہ بن اسماعیل، الجامع الصحیح، جلد:5، ص:28، حدیث نمبر:3760

Al-Bukhārī, ʿAbd Allāh ibn Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Vol: 5, P: 28, Ḥadīth Nambar: 3760

(7) بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی (م 458ھ)۔ السنن الکبری۔ مکتبہ دار الباز، مکہ مکرمہ، 1414ھ، جلد:1، ص:416، حدیث نمبر758۔

Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī (458h). Al-Sunan al-Kubrā. Makkah Mukarramah, Saudi Arabia: Maktabat Dār al-Bāz, 1414h, Vol: 1, P: 416, Ḥadīth Nambar: 758.

(8) الھندی، علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین، کنز العمّال فی سنن الاقوال والاعمال، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، جلد:11، ص: 91، حدیث نمبر: 30747۔

Al-Hindi, ʿAlāʾ al-Dīn ʿAlī al-Muttaqī ibn Ḥusām al-Dīn, Kunz al-ʿUmmāl fī Sunan al-Aqwāl wa al-Aʿmāl, Bayrūt, Mu'assasat al-Risālah, Vol: 11, P: 91, Ḥadīth Nambar: 30747.

(9) احمد بن حنبل، ابوعبداللہ بن محمد (م241ھ)۔ المسند۔ المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، 1398ھ، جلد:8، ص:326، حدیث نمبر:8462۔

Ahmad ibn Ḥanbal, Abū ʿAbd Allāh ibn Muḥammad (241h). Al-Musnad. Bayrūt, Lubnān: Al-Maktab al-Islāmī, 1398h, Vol: 8, P: 326, Ḥadīth Nambar: 8462

(10) البخاری، عبداللہ بن اسماعیل، الجامع الصحیح، جلد:4، ص:26، حدیث نمبر:2837۔

Al-Bukhārī, ʿAbd Allāh ibn Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Vol: 4, P: 26, Ḥadīth Nambar:2837

(11) البخاری، عبداللہ بن اسماعیل، الجامع الصحیح، جلد:8، ص:88، حدیث نمبر:6414۔

Al-Bukhārī, ʿAbd Allāh ibn Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Vol: 8, P: 88, Ḥadīth Nambar: 6414

(12) البیھقی، ابوبکر احمد بن حسین، السنن الکبری، جلد:1، ص:139، حدیث نمبر96۔

Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī (458h). Al-Sunan al-Kubrā. Vol: 1, P: 416, Ḥadīth No: 96

(13) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، جلد:4، ص:224، حدیث نمبر:2578۔

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn Ashʿath al-Sabakhstānī Al-Sunan. Vol: 4, P: 224, Ḥadīth Nambar: 2578.

(14) احمد بن حنبل، ابوعبداللہ بن محمد (م241ھ)۔ فضائل الصحابۃ۔ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان، جلد:2، ص:964، حدیث نمبر:1886۔

Ahmad ibn Ḥanbal, Abū ʿAbd Allāh ibn Muḥammad (241h). Faḍā'il al-Ṣaḥābah. Bayrūt, Lubnān: Mu'assasat al-Risālah, Vol: 2, P: 964, Ḥadīth Nambar: 1886.

(15) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، جلد:3، حدیث نمبر1245۔

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn Ashʿath al-Sabakhstānī (275h). Al-Sunan. Vol: 3, Ḥadīth Nambar:1245

(16) نسائی، احمد بن شعیب (م303ھ)۔ السنن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1416ھ، جلد:8، ص:176، 8890۔

Nasāʾī, Aḥmad ibn Shuʿayb Al-Sunan. Bayrūt,: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1416h, Vol: 8, P: 176, 8890.

(17) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، جلد:2، حدیث نمبر:817

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn Ashʿath al-Sabakhstānī (275h). Al-Sunan. Vol: 2, Ḥadīth Nambar:817

(18) مسلم، ابن الحجاج قشیری (م261ھ)۔ الجامع الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، جلد:3، ص :1522، حدیث نمبر1917۔

Muslim, Ibn al-Ḥijāj Qushayrī (m 261h). Al-Ṣaḥīḥ. Bayrūt, Lubnān: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Vol: 3, P: 1522, Ḥadīth Nambar: 1917.

(19) طبرانی، سلیمان بن احمد (م360ھ)۔ المعجم الاوسط، مکتبۃ المعارف، ریاض، سعودی عرب، 1405ھ، جلد:3، ص:517۔

Ṭabarānī, Sulaymān ibn Aḥmad (m 360h). Al-Muʿjam al-Awsaṭ. Riyāḍh, Suʿūdī ʿArab: Maktabat al-Maʿārif, 1405h, Vol: 3, P: 517.

(20) البخاری، عبداللہ بن اسماعیل، الجامع الصحیح، جلد:4، ص:147، حدیث نمبر:3373۔

Al-Bukhārī, ʿAbd Allāh ibn Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Vol: 4, P: 147, Ḥadīth Nambar: 3373

(21) ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ (م279ھ)۔ السنن، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998ء، جلد:3، ص:226، حدیث نمبر:1637۔

Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā ibn Sūrah (m 279h). Al-Sunan, Bayrūt, Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998 CE, Jild: 3, Ṣ: 226, Ḥadīth Nambar: 1637

(22) الموسوعۃ الفقھیہ الکویتیہ، جلد:13، ص:12۔

Al-Mawsūʿah al-Fiqhīyah al-Kuwaytīyah, Vol: 13, P: 12

(23) بزدوی، علی بن محمد، شرح الجامع الصغیر، دار صادر، بیروت، 1397ھ، جلد:2، ص:389۔

Bazdawī, ʿAlī ibn Muḥammad, Sharḥ al-Jāmiʿ al-Ṣaghīr, Dār Ṣādir, Bayrūt, 1397h, Vol: 2, P: 389.

(24) ابونعیم الاصبھانی، فضائل خلفاء الراشدین، جلد:1، ص:121، حدیث نمبر:135۔

Abū Nuʿaym al-Iṣbahānī, Faḍāʾil Khulafāʾ al-Rāshidīn, Vol: 1, P: 121, Ḥadīth Nambar: 135

(25) طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، جلد:2، ص:314۔

Ṭabarānī, Sulaymān ibn Aḥmad (m 360h). Al-Muʿjam al-Awsaṭ. Vol: 2, P: 314.

(26) ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی (م 273ھ)۔ السنن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1419ھ، جلد:3، ص:430، حدیث نمبر:2340

Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd Qazwīnī (m 273h). Al-Sunan. Bayrūt, Lubnān: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1419h, Vol: 3, P: 430, Ḥadīth Nambar: 2340.

(27) عبداللہ ناصر علوان، تربیت اولاد فی الاسلام، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1420ھ، جلد:2، ص1017۔

Abdullāh Nāṣir ʿAlwān, Tarbīyat Awlād fī al-Islām, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, Bayrūt, 1420, V: 2, P: 1017.

(28) امام غزالی، احیاء علوم الدین، دار الجیل، بیروت، 1992ء، جلد:3، ص:73۔

Imām Ghazālī, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn, Bayrūt, Lubnān: Dār al-Jīl, 1992 CE, Vol: 3, P: 73.